بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ جات بابت پارۂ سیزدہم

ضمیمہ نوٹ نمبر۳ متعلق صفحہ ۳۹۲

تفسیر قمی میں جناب امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے جب عزیز مصر (قطفیر) قحط کے زمانہ میں مرگیا تو اس کی زوجہ زلیخا مفلس اور محتاج ہوگئی یہانتک کہ بھیک مانگنے لگی۔ لوگوں نے اس سے کہا کس لئے تو عزیز مصر (یوسف) کے راستہ پر نہیں جا بیٹھتی ہے (وہ تجھے کچھ دے دینگے تیرے حال زار پر رحم کھا ئینگے (اس زمانہ میں مصر کے بادشاہ کو عزیز مصر کہا کرتے تھے اسی سبب سے جناب یوسف کا بھی لقب عزیز مصر ہوگیا زلیخا نے جواب دیا (میں کس منہ سے ان کے سامنے جاؤں) مجھے تو حیا آتی ہے۔ غرض ان لوگوں کے بار بار کہنے سننے سے ایک دن زلیخا گزرگاہ حضرت یوسف پر جا بیٹھی۔ اتنے میں ان جناب کی سواری نہایت شان وشوکت سے اس طرف ہو کر گزری۔ زلیخا ان حضرت کا تزک و احتشام دیکھکر کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی سُبْحَانَ الَّذِيْ جَعَلَ الْمُلُوْكَ بِالْمَعْصِيَةِ عَبِيْدًا وَّجَعَلَ الْعَبِيْدَ بِالطَّاعَةِ مُلُوْكًا۔ (منزہ ہے وہ اللہ جس نے بادشاہوں کو بہ سبب ان کی نافرمانی کے غلام بنادیا اور غلاموں کو بوجہ اطاعت وفرمانبرداری کے بادشاہ بنا دیا) (یہ سنکر) حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا تو وہی (زلیخا) ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں۔ حضرت نے فرمایا اے زلیخا تجھے مجھ سے کوئی حاجت ہے؟ زلیخا نے جواب دیا واہ جناب! اب میں بڑھیا ہوگئی تو مجھ سے آپ پوچھتے ہیں۔ کیوں آپ میری ہنسی اڑاتے ہیں؟ حضرت یوسف نے فرمایا میں مذاق نہیں کرتا۔ زلیخا نے کہا آپ مجھ سے ضرور دل لگی کرتے ہیں۔ جناب یوسف نے فرمایا اچھا میرے مکان پر آ۔ غرض زلیخا حسب ارشاد دولتسرائے جناب یوسف میں حاضر ہوئی۔ اس وقت زلیخا بہت بڑھیا ہوگئی تھی۔ حضرت یوسف نے فرمایا اے زلیخا تو نے فلاں فلاں حرکت میرے ساتھ نہیں کی تھی؟ زلیخا نے جواب دیا اے نبی خدا! آپ مجھے بحل فرمائیں ملامت نہ کریں کہ میں اس وقت تین بلاؤں میں مبتلا تھی کہ آج تک کوئی ان میں گرفتار نہیں ہوا۔ حضرت یوسف نے دریافت کیا وہ بلائیں کیا تھیں؟ زلیخا نے جواب دیا ایک تو آپ کی محبت تھی کہ خدا نے تمام عالم میں کوئی شخص آپکی نظیر پیدا نہیں کیا۔ دوسرے میری صورت ایسی تھی کہ تمام ملک مصر میں مجھ سے زیادہ کوئی عورت حسینہ وجمیلہ نہ تھی۔ اور نہ کسی کے پاس مال اس کثرت سے تھا جو (افسوس ہے کہ) مجھ سے چھن گیا۔ تیسری بلا یہ تھی کہ میرا شوہر نامرد تھا۔ حضرت یوسف نے فرمایا۔ اے زلیخا اب تو کیا چاہتی ہے؟ اس نے کہا آپ خدا سے دعا فرمایئے کہ مجھے دوبارہ جوان کردے۔ پس ان جناب نے درگاہ خدا میں دعا مانگی۔

دعا اُن کی قبول ہوگئی۔ زلیخا پھر سے جوان ہوگئی۔ پھر حضرت یوسفؑ نے اُس سے نکاح کرلیا اور اُسے باکرہ پایا۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۴۰۵

تفسیر برہان میں فضل بن یسار سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ علم دو قسم کا ہے۔ ایک وہ ہے جو تمام مخلوق سے پوشیدہ ہے۔ خدا کے سوا کوئی اس پر اطلاع نہیں رکھتا۔ دوسرا علم وہ ہے جو خدا نے اپنے فرشتوں اور رسولوں کو سکھا دیا ہے۔ پس جو باتیں خدائے تعالےٰ نے اپنے فرشتوں اور نبیوں کو بتا دی ہیں وہ ضرور ہونگی اُن کے متعلق نہ خدا کا وعدہ جھوٹا ہوگا نہ وہ فرشتے اور انبیاء جھوٹے پڑینگے۔ اور جو علم خدا کے پاس مخزون ہے اس میں سے خدا تعالےٰ جس چیز کو چاہے مقدم کردے اور جس کو چاہے مؤخر کر دے۔ اور جو چاہے ثابت و برقرار رکھے۔

ابو حمزہ ثمالی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کو انبیاء کے نام بتائے اور اُن کی عمروں سے اطلاع دی۔ جب حضرت داؤد نبی کے نام کی نوبت آئی اور آدم علیہ السلام نے اُن کی دنیاوی زندگانی چالیس برس کی پائی تو درگاہِ خدا میں عرض کی اے میرے پروردگار داؤدؑ کی عمر کتنی کم ہے اور میری عمر کتنی زیادہ ہے۔ پروردگار اگر میں اپنی عمر میں سے تیس برس داؤدؑ کو دیدوں تو آیا تو اس کی زندگی میں تیس برس اور بڑھا دیگا؟ فرمایا ہاں اے آدم ایسا ہی ہوگا۔ اس پر اُنہوں نے عرض کی کہ خداوندا تو میں نے اپنی عمر میں سے تیس برس اس کو دئے تو اس کی بابت حکم نافذ فرما دے۔ یہ تیس برس اس کی عمر میں بڑھا اور میری عمر میں سے کم کر دے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے داؤد علیہ السلام کے لئے تیس برس زیادہ کردئے اور وہ اُن کے لئے مثبت ہوگئے۔ حالانکہ پہلے اُن کے لئے اس سے کم زندگی ثابت ہوچکی تھی۔ قول باریتعالےٰ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝ اسی پر دلالت کرتا ہے یعنی خدا نے وہ زندگی جو آدم علیہ السلام کے لئے ثابت کی تھی محو کردی اور جتنی عمر داؤد علیہ السلام کے واسطے نہ تھی وہ بڑھا دی۔ امامؑ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام کی حیات پوری ہوچکی اور ملک الموت اُن کی قبضِ روح کے لئے آئے تو حضرت آدمؑ نے فرمایا اے ملک الموت! ابھی تو میری عمر میں سے تیس برس باقی ہیں (ابھی سے تم کیوں آگئے؟) ملک الموت نے عرض کیا اے آدمؑ! جب آپ وادئ روحا میں تھے اور آپ کے سامنے انبیاء کے نام اور اُن کی عمریں پیش ہوئی تھیں تو کیا آپ نے اپنی عمر میں سے تیس برس کم کرکے اپنے فرزند داؤدؑ کو نہیں دئے تھے۔ حضرت آدمؑ نے جواب دیا یہ تو مجھے یاد نہیں۔ ملک الموت نے کہا اے آدمؑ! کیا آپ انکار کرتے ہیں (یاد تو کیجئے) کیا آپ نے خدا تعالےٰ سے یہ درخواست نہیں کی تھی کہ تیس برس میری عمر سے منہا کرکے داؤدؑ کی عمر میں بڑھا دے۔

پس خدا نے (آپ کی سفارش کے بموجب) تیس برس کتاب زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے قائم کر دیے اور کتاب ذکر میں آپ کی عمر میں سے تیس محو فرما دئیے۔ آدم علیہ السلام نے کہا کہاں لکھا ہے لاؤ مجھے بھی تو معلوم ہو جائے۔ امامؑ نے فرمایا آدم علیہ السلام نے اپنے یاد نہ رہنے کا سچا عذر کیا تھا یہ اُن کا انکار نہ تھا اور اُسی دن سے خدا نے اپنے بندوں کو حکم دیدیا۔ کہ جب آپس میں مقررہ وقت کے لئے قرض کا لین دین یا کوئی اور معاملہ کیا کریں تو لکھ لیا کریں۔ کیونکہ حضرت آدمؑ اپنے معاملہ کو بھول گئے تھے اور انہوں نے کہدیا تھا۔ کہ میں نے تو اقرار نہیں کیا تھا۔

تفسیر عیاشی میں ایوب بن نوح سے مروی ہے وہ کہتا ہے میں مدینہ میں جناب امام حسن عسکریؑ کی حضور میں حاضر تھا۔ اُن حضرتؑ نے بغیر میرے سوال کے خود ہی مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے ایوب! خداوند عالم نے اپنے نبیوں میں سے کسی کو اُس وقت تک شرف نبوت سے مشرف نہیں فرمایا جب تک کہ اُن سے تین باتوں کا اقرار نہ لے لیا۔ اول یہ کہ گواہی دیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دوسرے یہ کہ خدا کے لئے کسی کو شریک نہ مانیں۔ تیسرے یہ (عقیدہ رکھیں) کہ خدا قادر ہے۔ اُسے اختیار ہے جس وقت جس چیز کو چاہے مقدم کر دے اور جس کو چاہے مؤخر کر دے۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ جب لوگوں میں اختلاف پھیل جائیگا تو اُن میں اُس وقت تک چلا جائیگا جب تک کہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام ظہور نہ فرمائیں۔

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا شب قدر میں ملائکہ اور لکھنے والے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور اُس سال میں جو کچھ ہونیوالا ہے اور بندوں پر جو کچھ گزرنیوالی ہے وہ سب لکھ لیتے ہیں مگر بہت سی باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو مشیت خدا پر موقوف ہیں۔ پس اُن میں سے (موافق مصلحت) جس کو چاہتا ہے مقدم کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تاخیر میں ڈال دیتا ہے۔ اور کسی چیز کو مٹا دیتا ہے اور کسی کو قائم کر دیتا ہے اور حقیقی نوشتہ اُسی کے پاس ہے۔

زرارہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کتاب خدا میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں تمہارے سامنے گزشتہ اور آئندہ قیامت تک کی خبریں بیان کر دیتا۔ میں نے عرض کی وہ کونسی آیت ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا۔ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ○

فضیل بن یسار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ بعض چیزیں ایسی ہیں جو یقینی ہو کے رہینگی۔ اور بعض ایسی ہیں جو مشروط ہیں۔ خدا کے نزدیک کسی چیز پر موقوف ہیں۔ اُن میں سے جس کو چاہتا ہے مقدم یا مؤخر کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے محو یا ثابت کر دیتا ہے۔ اُن امور پر خدا نے کسی کو اطلاع نہیں دی ہے لیکن جو باتیں رسولوں نے (بغیر کسی

قید کے) خدا کی طرف سے پہنچا ئیں۔ اور بیان کیں وہ ضرور بالضرور ہونیوالی ہیں۔ ان میں رد و بدل کر کے خدا اپنے نبی کو اور فرشتوں کو اور اپنے آپ کو جھوٹا نہ کریگا۔

ابن سنان نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ وہ جناب فرماتے ہیں خدا تعالےٰ جس چیز کو چاہتا ہے مقدم کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے مؤخر کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت کر دیتا ہے۔ اُسے ہر چیز کا علم ہے۔ خدا جس کام کا ارادہ کرتا ہے کرنے سے پہلے ہی وہ علم خدا میں ہوتا ہے۔ جن جن چیزوں میں خدا کو مصلحت پیش آتی ہے۔ خدا کو اُن مصلحتوں کا پہلے ہی سے علم ہوتا ہے کیونکہ جہالت اُس پر محال ہے۔

عمار بن موسےٰ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اس کتاب سے مراد ایک ایسا نوشتہ ہے جس میں سے خدا تعالےٰ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے قائم فرما دیتا ہے۔ اسی لئے دعا کی وجہ سے قضا پلٹ جاتی ہے۔ اور یہ بھی اُس میں لکھا ہوگا کہ فلاں دعا سے یہ قضا ٹل جائیگی۔ مگر جو باتیں اُم الکتاب (لوح محفوظ) میں ہوں تو ان میں کسی دعا کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں (میرے سامنے) محمد بن صالح ارمنی نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس آیت يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝ کی تفسیر دریافت کی۔ حضرتؑ نے فرمایا محو تو وہی چیز کی جائیگی جو پہلے سے ہو اور ثابت وہی چیز کی جائیگی جو پیشتر سے نہ ہو۔ (ابو ہاشم کہتے ہیں) میں نے اپنے جی میں کہا یہ تو (مقولہ) ہشام کے بالکل خلاف ہے تاوقتیکہ کوئی چیز ہو نہ جائیگی اُس کا علم ہو ہی نہیں سکتا۔ پس وہ جناب میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا (آگاہ ہو جا) کہ خدائے جبار تمام چیزوں کے پیدا کرنے سے پہلے ہر چیز کا عالم تھا اور اس میں پیدا کرنے کی قدرت اُس وقت موجود تھی جبتک کہ کوئی چیز پیدا ہی نہیں فرمائی تھی اور وہ پرورش کرنے والا اُس وقت بھی تھا جبکہ کوئی ایسا وجود موجود نہ تھا جس کی پرورش فرماتا اور قادر وہ اس سے پہلے تھا کہ اُن چیزوں کا ظہور ہو جن پر اُس کا قدرت رکھنا ثابت ہو سکے (ابو ہاشم کہتے ہیں کہ یہ تقریر سُنکر) میں نے عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجتِ خدا اور اُس کے عادل ولی ہیں اور آپ امیرالمومنین کے قدم بقدم ہیں۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۴۱۴

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ملکِ شام کے ایک صحرا میں مقیم تھے۔ حضرت ہاجرہؑ کے بطنِ مبارک سے حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے تو حضرت سارہؑ کو اس بات کا بیحد رنج و ملال ہوا کہ میرے تو ابھی تک کوئی اولاد نہ ہوتی (ہاجرہؑ کے لڑکا بھی ہو گیا) جناب سارہؑ حضرت ابراہیمؑ کو ہاجرہؑ کے بارے میں بہت ایذا دیتی تھیں اور غمگین رکھتی تھیں۔ ایک دن خدا کی درگاہ میں حضرت

ابراہیمؑ نے اس امر کی شکایت کی۔ ارشادِ باری ہوا اے ابراہیمؑ! عورت کی مثال ٹیڑھی پسلی کی سی ہے۔ اگر تم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دوگے تو اُس سے فائدہ اُٹھاؤ گے۔ اور اگر اُسے سیدھا کروگے تو وہ ٹوٹ جائیگی۔ (اچھا) اب تم یہاں سے اسمٰعیلؑ اور ہاجرہؑ کو لیجاؤ۔ جناب ابراہیمؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار کہاں لیجاؤں؟ ارشاد ہوا میرے حرم میں لیجاؤ جسے میں نے جائے امن قرار دیا ہے۔ اور زمین کے حصوں میں سب سے پہلے اُس کی زمین کو میں نے پیدا کیا ہے اور وہ سرزمینِ مکّہ ہے۔ پس جبرئیلؑ براق لیکر حاضر ہوئے اور حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و ہاجرہؑ کو اُس پر سوار کیا۔ راہ میں جہاں کہیں حضرت ابراہیمؑ سرسبز و شاداب زمین جس میں باغ اور کھیتی دیکھتے تھے تو فرماتے تھے اے جبرئیلؑ! کیا یہیں کا حکم ہوا ہے۔ جبرئیلؑ عرض کرتے تھے نہیں ابھی چلے چلئے۔ یہاں تک کہ زمینِ مکّہ پر پہنچے اور خانۂ کعبہ کی جگہ سواری روک دی گئی۔ حضرت ابراہیمؑ چلتے وقت سارہؑ سے عہد کر آئے تھے کہ مرکب سے بغیر اُترے ہوئے واپس آجاؤنگا۔ اس لئے اُن جنابؑ نے ہاجرہؑ و اسمٰعیلؑ کو اُتار دیا اور خود نہ اُترے۔ اس جگہ ایک درخت تھا اُس کے نیچے حضرت ہاجرہؑ بیٹھ گئیں اور درخت پر چادر جو اُن کے پاس تھی تان لی اور اس کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ پس جس وقت ابراہیم علیہ السّلام نے اُن کو چھوڑنے اور سارہؑ کے پاس واپس جانیکا ارادہ کیا تو ہاجرہؑ نے عرض کیا اے ابراہیمؑ آپ ایسی جگہ مجھے کیوں چھوڑے جاتے ہیں۔ جہاں نہ کوئی مونس، تنہائی ہے۔ نہ یہاں پانی ہے۔ اور نہ یہاں کھیتی ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا اے ہاجرہؑ! حکمِ خدا یہی ہے کہ میں تم دونوں کو اس مقام میں چھوڑ جاؤں۔ وہ ہر جگہ موجود ہے (وہی تمہارا نگہبان ہے) یہ کہکر حضرتؑ واپس ہوئے۔ جب گدا پر پہنچے جو وادیٔ ذی طوٰے میں ایک پہاڑ ہے تو اسمٰعیلؑ و ہاجرہؑ کی طرف مُنہ کرکے درگاہِ خدا میں عرض کی۔ رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ۝ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۴۱۳ سطر ۱۱) پھر وہاں سے حضرتؑ چلدئے۔ ہاجرہؑ اکیلی رہ گئیں۔ جب آفتاب بلند ہوا تو حضرت اسمٰعیلؑ کو پیاس لگی اور پانی طلب کیا۔ حضرت ہاجرہؑ پانی کی تلاش میں اُس مقام پر آئیں جہاں (حج و عمرہ میں) سعی کیجاتی ہے اور آواز دی آیا کوئی اس جنگل میں مونس و غمخوار ہے (جو میرے بچے کو پانی پلادے) (اسی دوڑ دھوپ میں) حضرت اسمٰعیلؑ ہاجرہؑ کی نظروں سے غائب ہوگئے۔ (وہاں سے واپس ہوئیں) اور کوہِ صفا پر چڑھ گئیں۔ صحرا کی طرف نگاہ دوڑائی تو ایک جگہ (کوہِ مروہ کے قریب) سراب (پانی کی صورت کی ریت) نظر آئی۔ ہاجرہؑ نے خیال کیا یہ پانی ہے (بیچین ہوکر) اُس کی طرف دوڑیں۔ جب دُور نِکل گئیں تو پھر اسمٰعیلؑ آنکھوں سے اوجھل ہوگئے (مڑکر دیکھا تو) کوہِ صفا کے قریب پھر اُن کو سراب نظر آئی۔ پانی کے خیال میں پھر وہاں سے صفا کی طرف روانہ ہوئیں اور اتنی دُور نِکل گئیں کہ اسمٰعیلؑ

دکھائی نہ دیتے تھے۔ (مجبور ہو کے) صفا پر ٹھہر گئیں اور چاروں طرف پانی کو دیکھنے لگیں۔ تو پھر انہیں کوہ مروہ کی طرف پانی کی صورت ریت نظر آیا۔ پھر وہاں سے مروہ کی طرف لوٹیں اور اتنی دُور جا کر ٹھہر گئیں کہ اسمٰعیلؑ آنکھوں سے پوشیدہ ہو گئے۔ وہاں پہونچ کر پھر اُنہیں کوہِ صفا کی طرف پانی کی صورت ریت نظر پڑا۔ وہاں سے پھر پلٹیں یہاں تک کہ صفا سے مروہ تک آنے جانے میں سات دَورے ہو گئے۔ جب ساتویں چکّر میں کوہِ مروہ سے اپنے معصوم بچّے کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ اسمٰعیلؑ کے پیروں کے قریب زمین سے پانی اُبل رہا ہے (بیچین ہو کے دوڑیں) اسمٰعیلؑ کے پاس آئیں اور پانی کے گرد ریت جمع کر دیا۔ چونکہ وہ پانی جاری تھا حضرت ہاجرہؑ نے اُس کے چاروں طرف ریت اکٹھا کر کے اُسے روک دیا۔ اس لئے اُس مقام کا نام زمزم ہو گیا۔ جب مکّہ میں پانی ظاہر ہو گیا تو پرندے اور وحشی جانور وہاں آنے لگے۔ قبیلۂ جُرہُم کے کچھ لوگ ذی مجاز اور عرفات کے مابین ٹھہرے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے اس مقام میں پرندے اُڑتے ہوئے دیکھے تو سبب معلوم کرنے کے لئے چلے۔ یہاں تک کہ اُس مقام پر آئے جہاں حضرت ہاجرہؑ اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کو اپنی گود میں لئے ہوئے بیٹھی تھیں۔ درخت پر سایہ کے لئے چادر تان لی تھی۔ پانی اُن کے قریب ظاہر ہو چکا تھا۔ پس اُن لوگوں نے پوچھا اے بی بی! تو کون ہے اور تیرا اور اس بچّہ کا واقعہ اور سرگذشت کیا ہے؟ ہاجرہؑ نے جواب دیا میں ابراہیمؑ خلیل الرحمٰن کے فرزند کی ماں ہوں اور یہ اُن کا فرزند ہے۔ اُن جناب کو خدا نے حکم دیا تھا کہ ہم دونوں کو اس جگہ پہنچا دیں۔ اُن لوگوں نے کہا۔ آپ ہمیں اجازت دیتی ہیں کہ ہم بھی اس جگہ بود و باش اختیار کریں (ہاجرہؑ نے اُن سے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کو آلینے دو) جب تیسرے دن جناب ابراہیمؑ مزاج پُرسی کی غرض سے وہاں آئے تو ہاجرہؑ نے قبیلۂ جُرہُم کی درخواست اُن حضرتؑ سے بیان کی۔ حضرت ابراہیمؑ نے اجازت دے دی۔ حضرت ہاجرہؑ نے اُن لوگوں سے کہہ دیا۔ پس وہ لوگ وہاں رہنے لگے۔ خیمے اپنے تان لئے۔ ڈیرے اپنے ڈال دیے۔ ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ اُن سے مانوس ہو گئے۔ جب تیسری مرتبہ حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے تو وہاں بکثرت لوگوں کو آباد پایا۔ یہ حال دیکھ کر وہ جناب بیحد خوش ہوئے۔ باقی واقعہ سورۂ بقرہ میں گزرا (دیکھو صفحہ ۳۰ نوٹ نمبر ۱)۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۲۱۵

تفسیر برہان میں ثوبانؓ سے مروی ہے۔ کہ ایک یہودی جناب رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے محمدؐ! میں آپ سے کچھ دریافت کرتا ہوں اُس کا آپ مجھے جواب دیجئے؟ پس ثوبانؓ نے اُسے ٹھوکر لگائی اور کہا (اے بدبخت نام کیوں لیتا ہے) یا رسول اللہ! کہہ کے بات کر۔ وہ یہودی بولا میں تو نام ہی لے کے پکاروں گا اور وہی نام لوں گا

جس کے یہ سزاوار ہیں۔ پھر آنحضرتؐ کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگا۔ بتایئے کہ جب زمین دوسری زمین سے اور آسمان دوسرے آسمان سے بدلے جائیں گے تو اس دن آدمی کہاں ہوں گے؟ حضرتؐ نے فرمایا۔ ظلمات میں محشر کے قریب ہوں گے۔ اُس نے کہا جب لوگ بہشت میں داخل ہوں گے تو سب سے پہلے اُنہیں کھانے کو کیا چیز ملے گی؟ حضرتؐ نے جواب دیا مچھلی کا کلیجہ۔ اُس نے کہا کھانے کے بعد کیا چیز پئیں گے؟ حضرتؐ نے فرمایا سلسبیل کا پانی۔ اُس نے کہا اے محمدؐ! بے شک تم سچے ہو۔

محمد بن مسلم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب سے خدا نے زمین کو پیدا کیا ہے ایسے ایسے سات عالم خلق فرمائے۔ جن میں حضرت آدمؑ کی اولاد نہ تھی۔ وہ لوگ مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ اُن کو خدا نے یکے بعد دیگرے ایک ایک عالم میں آباد کیا۔ پھر خدا نے آدمؑ ابوالبشر کو اور اُن کی ذرّیت کو اُن سے پیدا کیا۔ خدا کی قسم جب سے جنت پیدا ہوئی ہے وہ کبھی ارواحِ مومنین سے خالی نہیں رہی۔ اور نہ دوزخ ارواحِ کفار و گنہگاران سے خالی رہا۔ شاید تم یہ سمجھتے ہو کہ جب قیامت برپا ہوگی اور جنتی بندوں کے بدن اور روحیں جنت میں داخل ہو جائیں گی اور اہلِ دوزخ کے جسم اور روحیں دوزخ میں چلی جائیں گی۔ تو خدا کے شہروں میں نہ کوئی اس کی عبادت کرے گا۔ اور نہ کوئی جدید خلقت پیدا کی جائے گی جو خدا کی پرستش کرے۔ اور اس کی وحدانیت کو مانے (یہ خیال تمہارا غلط ہے بلکہ) خدائے عزّوجل (اس دنیا کے فنا ہونے کے بعد) بغیر مردوں اور عورتوں کے ایک مخلوق کو پیدا کرے گا جو اُس کی عبادت کیا کرے گی۔ اور اس کو ایک جانے گی اور اس کی تعظیم کیا کرے گی۔ اُن کے لئے ایک زمین پیدا کرے گا جس میں وہ لوگ آباد ہوں گے اور اُن پر سایہ کرنے کے لئے ایک نیا آسمان بنائے گا۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۱۵ سطر ۱۱) نیز خدا تعالےٰ فرماتا ہے اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۲ سطر ۱)

تفسیر برہان میں ہے کہ ابرش کلبی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں یہ بات عرض کی کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ خدا تعالےٰ کے اس قول يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ یہ زمین بدلکر روٹی ہو جائے گی۔ حضرتؑ نے فرمایا جن لوگوں نے تجھ سے بیان کیا صحیح بیان کیا جس وقت لوگ موقف میں کھڑے ہونگے یہ زمین بدل کر نہایت ہی نفیس روٹی بن جائے گی۔ جس میں سے لوگ کھائیں گے۔ یہ سُن کر ابرش خوب ہنسا اور کہنے لگا حساب دینا ایسا ہی آسان کام ہے کہ اُنہیں حساب دینے کا بھی ہوش رہیگا۔ حضرتؑ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر

(خدا کے معاملات میں ہنسی کیسی ؟) یہ تو بتا کہ دونوں مقاموں میں سے زیادہ کام میں پھنسے ہوئے کہاں ہوں گے اور زیادہ بُری حالت میں کس جگہ ہونگے آیا موقف میں (جہاں حساب دے رہے ہوں گے) یا جہنم میں جہاں عذاب پا رہے ہونگے ؟ اُس نے کہا یہ تو ظاہر ہے کہ جہنم میں زیادہ مشغول اور زیادہ بُرے حال میں ہونگے۔ فرمایا وائے ہو تجھ پر۔ دیکھ خدائیتعالےٰ اُن لوگوں کے اس حال کے بارے میں جبکہ وہ جہنم میں ہوں گے فرماتا ہے لَاٰکِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۙ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۙ اِلیٰ فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ؕ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۵۵ سطر ۶)

یہ سُنکر ابرش چپ رہ گیا۔ دوسری حدیث میں یوں آیا ہے کہ حضرتؐ نے جواب میں فرمایا۔
کہ جب وہ لوگ دوزخ میں اور عذاب میں ہوں گے اُس وقت تو اُن کو ضریع کے کھانے سے اور حمیم کے پینے سے کوئی چیز بازہی نہ رکھے گی تو بھلا حساب دینے کی حالت میں وہ کھانے سے کیونکر باز رہ سکتے ہیں ؟

تمام شد